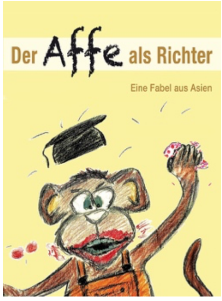	**بندر بنا قاضی** übersetzt von Tanzeela Buttar
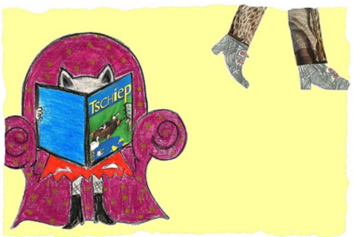	پہلے پہلے ،جب تقریباً سب جانور آزادانہ ماحول میں پھرتے تھے اور اُن میں سے چند ہی انسانوں کے ساتھ رہتے تھے، ایک عالم کے گھر میں ایک کُتّا اور ایک بلی رہتےتھے۔ ایک دن عالم کو ایک تازہ بنا ہوا کیک تحفے میں مِلا۔ چونکہ اُسے چند گھنٹوں کے لئیے گھر سے نکلنا تھا ، اس لئیے اُس نےکیک کو حفاظت کے لئیے دیوار پر لٹکے ہوئے تخت پر رکھ دیا۔
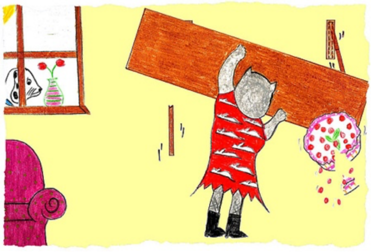	بلی اس عالم کو بغور دیکھ رہی تھی، اور جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلا، تو اُس نے کھڑکی کے پاس رکھی کرسی پر چھلانگ لگا دی، وہاں سے میز پر آئی، اوروہاں سے اُس نے تخت پرلمبی چھلانگ لگانے کی ہمت کی۔ وہ کیل ، جس نے تخت کو بانس کی جالی کے ساتھ عارضی طو رپر جوڑرکھا تھا، اس حملے کے لئیے تیار نہیں تھا۔ ایک دھماکے سے تخت، کیک اوربلی کے ساتھ فرش پر آ گرا۔ کُتّا دُھوپ میں اُونگھ رہا تھا اور اپنے مالک کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔
	اچانک شور سے وہ گھبرا کر اُچھل پڑا اور کمرے میں چلا گیا۔ جیسے ہی اس نے خوشبودار کیک کو بلی کے چُنگل میں دیکھا، تو اُس کی طرف لپکا اور اُس سے اِس کو چھیننا چاہا۔ بلی نے جارحانہ طریقے سے اپنا دفاع کیا اور اپنے گھر کے ساتھی کی ناک پر زوردار ضرب لگائی۔ کُتّا درد سے چیخ اُٹھا۔
	ایک بندرباغ کی دیوار پر جمناسٹک کر رہاتھا اور کھڑکی سےاندر تجسس سے دیکھ رہا تھا۔ “تم دونوں اتنے خوبصورت موسم میں کیوں جگھڑ رہے ہو؟”اُس نے مذاق کرتے ہوئے پوچھا۔ کُتّا غُصّے سے بھونکتا ہے:”اس بےکار چور بلی نے ہمارے مالک کا کیک چوری کر لیا ہے!”۔ “تُم سے مطلب؟”بلی نے غُصّے سے کہا۔ “جب تُم دُھوپ میں سستا رہے تھے،میں جدوجہد کر رہی تھی۔ میں نے یہ کیک بڑی محنت کر کے اپنے لئیے کمایا ہے!”۔ بےشرم، خودغرض جانور”، کُتّے نے غُرا کر کہا، “تمہیں لگتا ہے، کہ تم یہ کیک اکیلے کھا سکتی ہو؟ یہ ہمارے مالک کا ہے، اِس پر میرا بھی حق ہے۔”

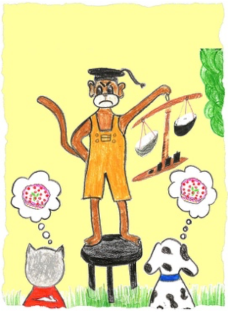	"لڑنا بند کرو!" بندرنے کہا - "کیا کیک تُم دونوں کے لئیے کافی نہیں؟ میں وہاں میز پر ایک ترازو پڑا دیکھ رہا ہوں۔ میں تُم دونوں کے درمیان کیک دو حصّوں میں برابر تقسیم کردوں گا۔ " بلی اور کُتّے نے اِس پر اتفاق کیا۔
	وہ پُرجوش انداز میں دیکھتے ہیں ، کیسے بندر کیک کو دو حصّوں میں توڑتا ہے اور ایک حصّہ ایک طرف ، دوسرا حصّہ ترازو کی دوسری طرف رکھتا ہے۔ ترازو کا ایک پیمانہ نیچے گرجاتا ہے۔ "یہ ٹکڑا شاید کُچھ زیادہ بھاری ہے"، بندر بہت سنجیدگی سے کہتا ہے،وہ اُس سے چند چھوٹے ٹکڑے توڑ کر مزے سے مُنہ میں ڈال لیتا ہے۔ کُتّا اور بلی اُمید لگائے دیکھتے ہیں کہ، کس طرح پیمانہ دوبارہ اُٹھ جاتا ہے۔ "اب صحیح ہے!" کُتّاپُکارتا ہے۔
	" نہیں!" بندرسختی سے کہتا ہے۔ "کیک کا ٹکڑا ابھی بھی تھوڑا سا بھا ری ہے۔ مُجھ پر بعد میں یہ الزام نہیں لگنا چاہئیے کہ میں ایک غیر منصافانہ قاضی ہوں۔" ان الفاظ کے ساتھ وہ کیک سے ایک اور چھوٹا سا ٹکڑا توڑتا ہے ، اور اپنے مُنہ میں ڈال لیتا ہے۔ لیکن وہ اتنا زیادہ لے لیتا ہے، کہ اب ترازو کا دوسرا پیمانہ گرنے لگتا ہے۔ بندرنے کُچھ نا قابلِ فہم الفاظ بُڑبُڑائے اور دوسرےحصّے سے ٹکڑے ٹکرے کرتا ہے اور اپنے منہ میں ٹھونستا ہے، یہاں تک کے دونوں پیمانے آہستہ آہستہ قریب آنے لگتے ہیں۔
	آخری لمحے میں وہ کیک کے بڑے حصّے سے بہت زیادہ لے لیتا ہے ، کہ اب یہ دوسرے حصّے سے چھوٹا ہو جاتا ہے اور پیمانے کا ترازو پھر سے اُٹھنے لگتا ہے۔ اُسےاپنا کام شروع سے شروع کرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ عمل یہاں تک دُھراتا ہے کہ، ترازو کا ایک پیمانہ مُکمل طور پر خالی ہو جاتا ہے اور دوسری طرف صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا رہ جاتا ہے۔
	اِس پر وہ غصّہ ہو جاتا ہے اور کُتّے اور بلی کو ڈانتا ہے: "تُم دونوں اس طرح کی فضول سی چھوٹی چیزوں کے لئیے لڑتے ہو اور مُجھے پھر قاضی کے طور پر استمال کرتے ہو؟ تُم لوگوں کو شرم آنی چاہئیے! تاکہ اب آخرکار امن ہو سکے، میں کیک کا حصّہ خُود ہی کھا لیتا ہوں۔ " وہ آخری حصّہ بھی اپنے مُنہ میں ٹھونس لیتا ہے اورکھڑکی سے باہر چھلانگ لگا دیتا ہے۔ کُتا اور بلی اُسے حیرت سے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

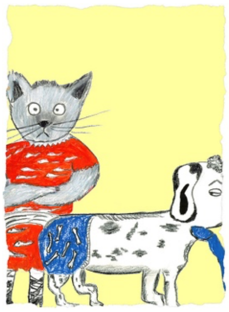	“یہ حاصل کیا تُم نے!” بلی غُرائی۔ “تُم بھی تو کیوں اتنی کنجوس ہو گئی تھی” ، کُتا کہتا ہے اور آہستہ آہستہ اپنی دھوپ والی جگہ پر واپس چلا جاتا ہے۔ “بندہ کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا”، وہ بُڑبُڑاتا ہے اور دوبارہ سو جاتا ہے۔
	ختم شُد